لہ سُورۂ انبیاء

ربط | سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (ع ۱) اب سورہ انبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (ع ۲)

خلاصہ | سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں (ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد) اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ تک مشرکین پر زجر و شکوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ الخ یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ (ع ۲) تخویف دنیوی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (۲) وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا (ع ۳) اس کے بعد بطور معارضہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی مؤید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا مشرکین پر شکوی ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُبْحٰنَهٗ وجہ دوم بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ وجہ سوم لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ وجہ پنجم یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وجہ ہفتم وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

اس کے بعد اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ــــ تا ــــ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ زجر ہے سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ تخویف دنیوی۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ الخ شکوی لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ جواب شکوی مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے،

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ (ع ۴) تخویف دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زجر اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ الخ تخویف اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ تھے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰھِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ (ع ۵) دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا دلیل نقل سوم از حضرت لوط علیہ السلام وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ الخ دلیل نقل پنجم از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ الخ دلیل نقل ششم از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری کا شکوہ اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے کی دعا کی۔ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ الخ دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَزَکَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں پکارا۔ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دوڑ کر بجا لاتے اور امید و بیم کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو غائبانہ پکارتے تھے۔ وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا الخ دلیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً الخ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَاَنَا رَبُّکُمْ واؤ تفسیریہ ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوْٓا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

لے سورۂ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ہے ٹلا رہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْہُ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ ② لَاھِیَۃً قُلُوْبُھُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَی ۖ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ ھَلْ

نئی ۳ مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے ۴ یہ شخص

ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ

کون ہے ۵ ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا

الْاَرْضِ ۡ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىہُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ ۚ

زمین میں ۶ اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں بیہودہ خواب ہیں ۷ نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے

فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤ مَآ اٰمَنَتْ

پھر چاہیئے لے آئے ہمارے سامنے ۸ کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے ۹ نہیں مانا

منزل ۴

الجزء السابع عشر ۱۷

فتح الرحمٰن ۹ مترجم گوید مراد از نشانہ عقوبت عام میداشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود واللہ اعلم ۱۲۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (ع۷) تخویف دنیوی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تخویف اخروی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ
مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ بشارت دنیوی ہے ۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ توحید پر دلیل وحی ہے وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الخ
آخر میں دعویٰ سورت کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ۔ وہی غیب دان اور متصرف و کارساز ہے ۔ **ـ۲ـه** زجر مع شکویٰ ۔ حضرت
ابن عباس فرماتے ہیں ۔ النّاس سے مشرکین مراد ہیں ، بعض نے کہا ہے ۔ کہ بوقت نزول اگرچہ اس سے اشارہ مشرکین قریش کی طرف تھا ۔ مگر اب یہ

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾
ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے
وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْۤا
اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے **ـ۵ـه** مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سو پوچھ لو
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بنائے تھے ہم نے انکے
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾
ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں **ـ۶ـه** اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے **ف**
ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ
پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سو بچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور
اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٩﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا
غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب
فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ
کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں **لـه** اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے
قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
بستیاں جو تھیں گنہگار **۲ـه** اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور
اٰخَرِيْنَ ﴿١١﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے
يَرْكُضُوْنَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ
ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ
کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پوچھے **ف** **ف** کہنے لگے ہائے خرابی ہماری

ع

ربط: پہلے سوال متعلقہ آیات ۳ کا جواب ۳ دوسرے سوال مقدر کا جواب ۳ تیسرے سوال مقدر کا جواب ۱۰ چوتھے سوال مقدر کا جواب ۱۳ ترغیب الی القرآن ۱۲ تخویف دنیوی ۱۳

سب کے لئے عام ہے ۔ اور حساب سے حساب آخرت مراد ہے ۔ یعنی قیامت سر پر ہے ۔ مگر یہ لوگ غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے ۔ **ـ۳ـه** دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی آیت توحید نازل ہوتی ہے ۔ تو وہ استہزار و تمسخر کے ساتھ اسے سنتے ہیں ۔ اور ان کے دل اس میں غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں ۔ محدث یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی وَهُمْ يلعبون يستمعون القراٰن مستهزئين لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ معرضة عن ذكر الله متشاغلة عن التامّل والتفهم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۸)
ـ۴ـه یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں ۔ الّذين ظلموا بظاهر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے ۔ مگر قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا چاہئے تھا ۔ مفسرین اور ائمہ نحو نے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں ۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول ۔ اسروا کا فاعل نہیں ۔ بلکہ (۱) اسروا کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے (۲) الّذین کا فعل یقول اس سے پہلے محذوف ہے (۳) الذین سے پہلے فعل اعنی محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (۴) یہ مجرور ہے ۔ اور مع صلہ النّاس کی صفت ہے ۔ یا اسروا کی واو علامت جمع ہے ۔ علامت فاعل نہیں (من القرطبی والبحر وغیرہما ۔) **ـ۵ـه** یہ مشرکین کا بہت بڑا اعتراض تھا ۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں ۔ پیغمبر تو
کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا ۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ الخ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو (معاذ اللہ) جادوگر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے ۔ ان کا عقیدہ تھا ۔ کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے ۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادوگر ہوتا ہے ۔ وكانوا يعتقدون ان الرسول من عند الله لا يكون الا ملكا وان كل من ادعى الرسالة من البشر وجآء بمعجزة فهو ساحر ومعجزته سحر (بحر ج ۶ ص ۲۹۷) **ـ۶ـه** یہ سورت کا دعویٰ ہے ۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے ۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی

موضح قرآن **ف** یعنی موت بھی آئی اُن کو **ف** یعنی یہ بات ہوئی نہ تھی ۔

فتح الرحمٰن **ف** یعنی بہ غمخوارگی قوم احوال شما می پرسند ۱۲ ۔

ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا فریاد رس، کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے معبود کچھ نہیں کرسکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برافروختہ ہوکر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ ردٌّ علیہم فی قولہم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۰) **کے** باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کرکے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بَلِ افْتَرٰىهُ بلکہ وہ خدا پر افترا اور بہتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح وبلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ **۸ے** مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ الخ تخویف دنیوی اور مطالبۂ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؟ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ والمعنی ان اهل القرٰی اقترحوا علی انبیآءهم الاٰیات وعاهدوا انهم یؤمنون عندها فلما جآءتهم نکثوا وخالفوا فاهلکهم الله فلو اعطیت هٰؤلآءِ ما یقترحون لنکثوا ایضًا (مدارک ج ۳ ص ۵۶) **۹ے** یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ الخ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیهم فی قولهم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم وفضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ **۱۰ے** یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع ۱ میں ان کا قول منقول ہے۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى

ہم تھے بیشک گنہگار ۱۳ لہ پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

ڈھیر کر دیئے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ

اور زمین کو ۱۴ لہ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنالیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

کرنا ہوتا ۱۵ ف ۱ یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اس کا سر پھوڑ

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۗ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف ۲ اور

لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲

سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی ۱۵ لہ

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ㉑ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

اور معبود ۱۶ لہ زمین میں کے ف ۳ کہ وہ جلا اٹھائیں گے ان کو ف ۴ اگر ہوتے ان دونوں میں

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور معبود سوائے اللہ کے ۱۷ لہ تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

منزل ۴

توحید پر پہلی دلیل عقلی ۱۲ توحید پر دوسری

عقلی دلیل ۔۔۔ تیسری ۔۔۔ ۱۲

موضح قرآن ف ۱ کھلونا یعنی بیٹا۔ ف ۲ یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کا ملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مجرد می بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چرا آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ ف ۲ یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ ف ۳ مراد درین کلام رد است بر عبادت اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ **۱۱** یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم واحکام شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۳) **۱۲** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قَصَمْنَا ای اهلکنا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمۃ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا اَحَسُّوْا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْكُضُوْا الخ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گذرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزاء کہا گیا۔ لعلکم تسئلون غدا عما جری علیکم ونزل باموالکم فتجیبوا السائل عن علم ومشاهدة (مدارک ج ۳ ص ۵۷) **۱۳** جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

۱۴ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ محض کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام)، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگانِ خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت ونباہی ہے۔ **۱۵** یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بندگی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ تھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہیں وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای ولہ تعالٰی خاصۃ جمیع المخلوقات خلقا وملکا وتدبیرا وتصرفا واحیاء واماتۃ وتعذیبا واثابۃ من غیر ان یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالا واستتباعا الخ (روح ج ۱۷ ص ۲۰) **۱۶** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الٰہا اذ لا یستحق ھذا الاسم الا القادر علی کل مقدور والانشار من جملۃ المقدورات (مدارک ج ۳ ص ۵۵) **۱۷** مذکورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوا نہ آسمان میں کوئی الٰہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ وہ بلاشرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور متصرف و مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

۱۸؎ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ۱۹؎ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعیٰ پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعیٰ پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کرسکوگے۔ کیونکہ عقل تو دعوائے توحید کی مؤید ہے۔ جیساکہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی مالک وکارساز، متصرف ومختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی ومبلغ تھے۔ جیساکہ آگے فرمایا۔

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے
يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ
پوچھا جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود ۱۸؎
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَ
تو کہہ لاؤ اپنی سند ۱۹؎ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور
ذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ
یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات
فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن
سو ٹلا رہے ہیں ف۱ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی
رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا
رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے
فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا
سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے کر لیا کسی کو بیٹا
سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ
وہ ہرگز اس لائق نہیں ۲۱؎ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں
بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا
بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ
ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی
ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَن
جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

۱- دلیل نقلی اجمالی ۱۲ ۲- شکوی ۱۲ ۳- جواب شکوی ۱۲ - مع متفرع
جواب شکوی

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ الخ علیٰ ہٰذا دلیل وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ۔ ۲۰؎ یہ توحید پر تمام انبیاء علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ۲۱؎ یہ شکوی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ کارساز بنالئے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحَانَهُ یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات اس سے بہت بلند وبرتر اور اعلیٰ وارفع ہے۔ کہ اس کی عاجز وبے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا ولد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ الخ فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں دخیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں جواب ثالث لَا يَسْبِقُونَهُ الخ وہ اس کے سامنے ہروقت ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر بات بھی نہیں کرسکتے جواب رابع وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جاننے والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس وسابع لَا يَشْفَعُونَ الخ وہ ہروقت اللہ کی ہیبت کے سامنے خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرسکیں گے۔ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہو گی۔ مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائیں اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیساکہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الٰہ الا اللہ وشفاعتہم الاستغفار (روح ج ۱۷ ص ۳۳) قال ابن عباس ھم اھل شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ .... والملٰئکۃ یشفعون غدا فی الاٰخرۃ کما فی صحیح مسلم وغیرہ وفی الدنیا ایضا فانھم یستغفرون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸۱)

موضح قرآن ف۱ پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہاں خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہیئے اس بغیر کیونکر نائب ہووے۔

۲۲ھ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخیل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے۔ کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر بہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعوٰی کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی سزا ہے۔ **۲۳ھ** اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ـــ تا ـــ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ کَانَتَا رَتْقًا یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فَفَتَقْنٰھُمَا تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الاٰیۃ الم یعلموا ان السمٰوٰت والارض کانتا معدومتین فاوجدناھما (روح ج ۱۷ ص ۳۴) زمین و آسمان کو عالم نیست سے عالم ہست میں لانا زمین میں پہاڑوں اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکنیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام شمسی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالیٰ کی توحید پر اٹل عقلی دلیل ہے۔ **۲۴ھ** یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے کُلُّ نَفْسٍ الخ یہ ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

توحید پر تیسری عقلی دلیل
واعادہ جواب سوال ثالث

یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ
ان میں کہے **۲۲ھ** کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دینگے

جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ یَرَ
دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا

ع ٢

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا
ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ
بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا ف۱ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے

اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ
پھر کیا یقین نہیں کرتے ف۲ اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ

اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ

یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ
راہ پائیں ف۳ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ

عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ
آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف۴ اور وہی ہے جس نے بنائے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ف۵ **۲۳ھ**

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا **۲۴ھ**

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ
تو وہ رہ جائیں گے ف۶ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

موضح قرآن

ف۱ منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی ف۲ زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفہ سے ف۲ یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ف۳ بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن ف۴ یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے ف۵ کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ واکردن آسمانہا نازل کردن مطر است و واکردن زمین رویانیدن گیاہ از وی ۱۲

۲۵ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور متصرف و کارساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدائے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۲۶ زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ الخ تخویف دنیوی ۲۷ شکوی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ۔ تا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے فَتَبْهَتُهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء (فَتَبْهَتُهُمْ) ای تحیرھم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹) ۲۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تمسخر سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بدقماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ یہی وطیرہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ

اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۲۵ تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمٰن کے نام سے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ

منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی جلدی کا ف۲ ۲۶ اب دکھلاتا ہوں تم کو

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ ۲۷ اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا

منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

ناگہان پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۲۸ رسولوں سے تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع ۳

پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۲

۳۵ زجر بر مشرکین ۳۶ زجر ۳۷ تخویف دنیوی ۳۸ شکوی ۳۹ جواب شکوی ۴۱ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے۔ ف۲ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کنایت است از غلبۂ استعجال بر آدمی ۱۲۔

۲۹ یہ تخویف دنیوی ہے. رات دن میں آنیوالے مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار وعناد پر تمہیں فورًا پکڑ لے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ زجر ہے۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ یہ بھی زجر ہے. فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے ؟ کیا اللہ کے سوا ان کے معبودانِ باطلہ ان کی حفاظت کرسکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ۳۰ تخویف دنیوی. کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے. کہ ہم ان کے مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جارہے ہیں ؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے. کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرسکیں گے ۔ ؟ اَفَلَا یرٰی هؤلاءِ المشرکون اٰثارقدرتنا فی اتیان الارض من جوانبها باخذ الواحد بعد الواحد وفتح البلاد والقری مما حول مکة وادخالها فی ملك محمد صلی اللہ علیه وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۴۰)

۳۱ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں. آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں. تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کرلو. مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الٰہی اور اہوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے. وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ لیکن وہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں "اے کاش ! ظالم ہم ہی تھے" اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ ۔ اخبر تعالیٰ ان هؤلاء الذین صموا عن سماع ما انذروا به اذا نالهم شئ مما انذروا به ولو کان یسیرًا نادوا بالهلاك واقروا بانهم کانوا ظٰلمین (بحر ج ۶ ص ۳۱۶) ۳۲ یہ تخویف اخروی ہے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ
اور کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں ۲۹ اور دن میں رحمٰن سے
بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ
کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے
اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں
اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا
کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا
هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ
ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی
اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
پھر یہ نہیں دیکھتے ۳۰ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس
اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ
کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف۱ تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا ہوں ۳۱
بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے
وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
اور کبھی پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں
يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ
ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کی ۳۲
لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ
قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

۲۹ تخویف دنیوی ۱۲
۳۰ زجر ۱۲
۳۱ تخویف دنیوی ۱۲
۳۲ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باسلام اسلم وغفار پیش از ہجرت ۱۲۔

۳۳ ؎ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نورِ توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا
برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئینگے اس کو اور ہم کافی ہیں

حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ
حساب کرنے کو ف۱ اور ہم نے دی تھی ۳۳؎ موسیٰ اور ہارون کو فیصلے چکانیوالی کتاب

وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ
اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾
اور یہ ایک نصیحت ہے ۳۴؎ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا
اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۳۵؎ اور ہم رکھتے ہیں

بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ
اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۳۶؎ اور اپنی قوم کو یہ کیسی

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ
مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے

اٰبَاۗءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ
اپنے باپ دادوں کو ۳۷؎ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر رہے تم ۳۸؎ اور

اٰبَاۗؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات

اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ
یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۳۹؎ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

ع ۴ — پہلی تفصیلی نقلی دلیل ۱۲ ترغیب الی القرآن ۲ — دوسری نقلی دلیل ۲

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والاول ارجح **۳۴ ؎** ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے۔ جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں؟ **۳۵ ؎** دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہِ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِنْ قَبْلُ یہ ظرف مبنی علی الضم ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوۃ (بحر ج ۶ ص ۳۲۰) **۳۶ ؎** اِذْ قَالُوا موخر سے متعلق ہے اور اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثیل، تمثال کی جمع ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ التمثال موضوع للشیء المصنوع مشبھا بخلق من خلق اللّٰہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹۶) ان القوم کانوا عباد اصنام علی صور مخصوصۃ کصورۃ الانسان او غیرہ الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۶۱) و کانت علی ما قیل صور الرجال یعتقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوھا حسبما تخیلوا (روح ج ۱۷ ص ۵۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شبہ کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی ہے۔ **۳۷ ؎** مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثیل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ **۳۸ ؎** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباء و اجداد صریح گمراہی میں تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تبع ہو۔ **۳۹ ؎** حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے "تم سچ کہہ رہے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کر رہے ہو" قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ الخ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

موضح قرآن **ف۱** یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز وبے بس ہیں اور متصرف ومختار نہیں ہیں مالک و مختار اور متصرف وکارساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے لہٰذا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعویٰ پر میرے پاس دلیل وحجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل وحجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالدلیل ما اقول (قرطبی) ۴۰؎ وتاللہ لاکیدن الخ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان ٹھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت مؤثر اور محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بیچارگی کو واضح کرنے کے لئے ایک نئی سکیم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر دیکھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلھم جذاذا جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کلہاڑا اسکے کندھے پر رکھدیا تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر ۴۱؎ پھر کر ڈالا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں ف ۱

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾

کہنے لگے کس نے ۴۲؎ کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾

وہ بولے ہم نے سنا ۴۳؎ ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں ۴۴؎ کے سامنے شاید وہ

یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

دیکھیں بولے ۴۵؎ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے ۴۵؎ ان کے اس بڑے نے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگو ۴۶؎ تم ہی بے انصاف ہو ف ۲ پھر

منزل ۴

اسکے پہلے اندماج ہے ای فاتوبہ الخ ۱۲

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت براجمان ہیں اور کلہاڑا آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی یرجعون الیہ کما یرجع الی العالم فی حل المشکلات فیقولون ما لھٰؤلاء مکسورۃ ومالک صحیحًا والفاس علی عاتقک (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا ۴۲؎ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کر واپس آئے تو حسب دستور اپنے معبودوں کو نذرانہ سجود پیش کرنے کے لئے عبادتخانہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ۴۳؎ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کررہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یذکرھم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ہروقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سمعنا فتی یذکرھم) یعیبھم فلعلہ الذی فعل ذٰلک بھم (روح ج ۱۷ ص ۶۳) ۴۴؎ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم اسے کس قدر عبرتناک سزا دیتے ہیں ای یحضرون عقوبتنا لہ (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انھم کرھوا ان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یجیئوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل وھذا قول الحسن وقتادۃ والسدی وعطاء وابن عباس رض (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ سے یہی مقصد تھا کہ بتپرستی کا تمام پول کھل جائے اس لئے آپ ان کی ان تماثیل کے تمام پجاریوں کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہو اس وقت وہ آنکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برملا ان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کرسکیں اور اس حقیقت کا اعلان کرسکیں کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوا بہ علی اعین الناس) ای علی رؤس الاشھاد فی الملاء الاکبر بحضرۃ الناس کلھم فکان ھٰذا ھو المقصود الاکبر لابراھیم علیہ السلام ان یبین فی ھٰذا المحفل العظیم کثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم فی عبادۃ ھٰذہ الاصنام التی لا تدفع عن نفسھا ضرا ولا تملک لھا نصرا فکیف یطلب منھا شیئ من ذالک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۳) ۴۵؎ قالوا ءانت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت

موضح قرآن ف ۱ یہ علاج کرنا انھوں نے چپکے سے کہا پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانے میں جاکر سب کو توڑا ف ۲ سمجھے کہ بیشک پوجنا کیا حاصل۔

ابراہیم علیہ السلام کو سر عام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لینگے تو وہ انھیں حسب منشا سزا دے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور الٹے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵ قال بل فعلہ الخ لفظ بل اضراب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ۔ یعنی جس نے یہ کام کیا

نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

اندھے ہو گئے سر جھکا کر ۷۴ تو تو جانتا ہے جیسا یہ

يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بولتے نہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے

مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ

ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا ۷۵ بیزار ہوں میں تم سے

لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾

بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ۷۶ اگر کچھ کرتے ہو ۷۷

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ

ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ۷۸ ابراہیم پر اور

اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں اور بچا نکالا اس کو

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں ف۱ برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے ف

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو

صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ

نیک بخت کیا ف۲ اور ان کو کیا ہم نے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور

اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ

کہلا بھیجا ہم نے ان کو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا بڑا بت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کر لیا۔ امام رازی نے اس توجیہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ورابعھا انہ کنایۃ عن غیر مذکور ای فعلہ من فعلہ وکبیرھم ھذا ابتداء الکلام ویروی عن الکسائی انہ کان یقف عند قولہ بل فعلہ ثم یبتدی کبیرھم ھذا (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) ۴۶ فرجعوا الی انفسھم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو اسقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کر سکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظۃ ولا یملک لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ ویدفع عنھم البأس من لا یرفع عن رأسہ الفأس (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۲) ۴۷ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تضلیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انھیں آلیا اور مہر جباریت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہو گئے۔ قال اھل التفسیر اجری اللہ تعالٰی الحق علی لسانھم فی القول الاول ثم ادرکتھم الشقاوۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقروا علی انفسھم بالظلم (مدارک ج ۳ ص ۶۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبود بولنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایھا المبکت انھا لا تنطق کذالک وانا انما اتخذناھا الھۃ مع العلم بالوصف (روح جلد ۱۷ ص ۶۶) ۴۸ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بیچارگی اور بے بسی کا اقرار کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تف ہے تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے صریح احمقانہ فعل کی قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ ۴۹ قالوا حرقوہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے مبہوت و لاجواب ہو گئے تو اب او چھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں طے کیا کہ ابراہیمؑ نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انھیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو سزا دینی چاہیئے اور اسے جلا کر خاک کر دینا چاہیئے۔ لما عجزوا عن المحاجۃ وضاقت بھم الحیل وھذا دیدن المبطل المحجوج اذ بھت بالحجۃ وکانت لہ

موضح قرآن ف۱ یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ف۲ دعا تھی بیٹے ہی کی انعام میں دیا پوتا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ایں کنایت است از ملزم شدن ۱۲ ف۲ در آتش انداختند ۱۲ ف۳ یعنی زمین شام ۱۲

قد رۃ یفزع الی المناصبۃ (روح ج ۱۷ ص ۶۷) وانصروا الھتکم بتحریق ابراھیم لانہ یسبھا ویعیبھا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۳) ف۵۰ قلنا ینار الخ نمرود نے اسی گز لمبی اور چالیس گز چوڑی چاردیواری بنوائی اور اسمیں چالیس دن تک ایندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب مشتعل ہوگئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم کو اسمیں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسوقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کرکے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الٰہ الا انت سبحٰنک رب العٰلمین لک الحمد ولک الملک لاشریک لک ادھر اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ ینار کونی بردًا وسلٰمًا علٰی ابراھیم اے

إِيتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ
دیتی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا ہمنے
حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حکم اور سمجھ ف۵۲ اور بچا نکالا اسکو اس بستی سے جو کرتے تھے
تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾
گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان اور
ع ۵ ۲۵ ۵ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَنُوْحًا
اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں اور نوح
اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
کو جب ف۵۳ اسنے پکارا اس سے پہلے پھر قبول کرلی ہمنے اسکی دعا سو بچادیا اسکو اور اسکے
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ
گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے برے لوگ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ
پھر ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے ف۵۴
فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا
فیصلہ کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اسکو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا
لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا
ہمارے ان کا فیصلہ ف۱ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا
حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ
تھا ہمنے حکم اور سمجھ ف۱ اور تابع کیے ہم ف۵۵ نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور

آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیم کے لیے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کرتے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کرلی گئی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کرسکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیم سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کرلی اور اسکی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بردت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنھا طبعھا الذی طبعھا علیہ من الحر والاحراق وابقاھا علی الاضاءۃ والاشراق و الاشتعال کما کانت واللہ علی کل شیء قدیر (بحر ج ۶ ص ۳۲۸) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں ف۵۱ ونجینٰہ ولوطا الخ ہم نے ابراہیم کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے ووھبنا لہ اسحٰق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں وجعلنٰھم ائمۃ ضمیر منصوب سے حضرت ابراہیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہروقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا ینار کونی الخ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا فجعلنٰھم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ ووھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی وجعلنٰھم ائمۃ ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا واوحینا الیھم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا کانوا لنا عٰبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کیے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا ف۵۲ ولوطا اٰتینٰہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوط ع کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بدعملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اسپر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کردیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانیوالوں کو بچالیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کرلیا اٰتینٰہ حکما ونجینٰہ۔ وادخلنٰہ فی رحمتنا مجرمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ف۵۳ ونوحا اذ نادٰی الخ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس ہولناک طوفان سے انکے اہل ایمان ساتھیوں کو بچالیا

تیسری تفصیلی نقلی دلیل ۳

پانچویں نقلی دلیل ۴

موضح قرآن ف حضرت داؤد نے بکریاں دلوا دیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چونکہ چور کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو انکا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہوجاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

فتح الرحمٰن ف یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب در آمدند وچرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کرد بدادن گوسفندان عوض زراعت و سلیمان حکم این قوم را باصلاح زراعت و آں قوم را بانتفاع از شیر غنم تا وقتیکہ زراعت بحال خود رسد وحکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّيْنٰهُ ان کو عذاب سے ہم ہی نے
بچالیا وَنَصَرْنٰهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا ۵۵ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقلی دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔
جب وہ ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اِذْ نَفَشَتْ الخ یہ اس قضیے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے
تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ لیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلا دیں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے
تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک اور صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت داؤد ع کو

الطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ
اڑتے جانور اور یہ سب کچھ ہمنے کیا اور اسکو سکھلایا ہمنے بنانا ایک تمہارا لباس
لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾
کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۱ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف۱
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ
اور سلیمان کے ۵۶ تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کیطرف
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ
جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۲ اور تابع کئے
الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے
ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
سوائے اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا ف۳ اور ایوب کو ۵۷ جس وقت پکارا اسنے
رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾
اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ
پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اسکو اسکے گھر والے
﴿٨٤﴾ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ
اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنیوالوں کو ف۴
﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ
اور اسمٰعیل اور ادریس ۵۸ اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۵
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾
اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اجڑا ہوا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈالدیا ۵۵ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الخ ہم نے پہاڑ اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کی تعلیم دی ۵۶ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ الخ یہ مع داؤد پر معطوف ہے ای سخرنا له الريح الخ (روح) یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان ع کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ الخ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ الخ الريح پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ لیکن سرکشی اور طغیان سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں۔ داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ ہمارے شکر گذار بندے تھے اس لئے وہ خود متصرف و کارساز اور لائق الوہیت نہ تھے وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ سلیمان ع کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا دونوں کو علم و حکمت ہم ہی نے دی وَسَخَّرْنَا پہاڑوں کو ہم ہی نے تابع فرمان کیا وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنٰهُ زرہ سازی کی صنعت بھی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور انکی حفاظت کرنیوالے بھی ہم ہی تھے

۱۲ یہ چھٹی نقلی دلیل ہے ۱۲ اور اس کی تفصیلی ترتیب ...

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ف۲ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو پہر میں پہنچاتی ف۳ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کی اور کنوے برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت کام ان سے لیتے ف۴ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مواشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گذار تھے پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مواشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست وار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر نہا کر چنگے ہوتے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۵ کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور اللہ پر محنت سہی

فتح الرحمٰن ۱۲ ھ یعنی ساختن زرہ ۱۲

۵۷ وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی الخ یہ چھٹی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ ایوب علیہ السلام پر ابتلا آیا۔ تو انھوں نے دفع مضرت اور کشف مصیبت کیلئے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو مصیبت سے نجات
دیدی اور تمام کھوئی ہوئی نعمتیں ان کو واپس دیدیں۔ رحمۃ الخ یہ مفعول لہ ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ ایوب علیہ السلام پر رحمت و شفقت کے لئے کیا اور تاکہ دوسرے عبادت گذار بندے
کو اس سے نصیحت و عبرت حاصل ہو اور وہ مصائب و مشکلات میں صبر کریں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مصائب و مشکلات میں استعانت و استغاثہ کریں۔ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ انکی دعا ہم ہی
نے قبول کی فَکَشَفْنَا انکی تکلیف ہم ہی نے دور کی ۵۸ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ الخ یہ ساتویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ یہ سب صبر و استقلال سے توحید سناتے رہے وَ اَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا انکو ہم
نے کافروں کے شر سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کیا ۵۹ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ الخ یہ آٹھویں تفصیلی عقلی دلیل ہے حضرت یونس علیہ السلام عرصہ تک اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کے بعد ان کے ایمان سے مایوس

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ
اور مچھلی والے کو جب ۵۹ چلا گیا غصہ ہو کر ف۱ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ ف۶۰ سکینگے
عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ
اسکو ف۲ پھر پکارا ف۶۱ ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے
سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ
تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاد
وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ
اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف اور
زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ
زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ف۶۲ اور تو ہے
خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ
سب سے بہتر وارث ف۲ پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحییٰ اور
اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ
اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر
وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾
اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف۳
وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا
اور وہ عورت جس نے قابو ف۶۳ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت
وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ
میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ
کے سب ایک دین پر ف۶۴ اور میں ہوں رب تمہارا سو ف۶۵ میری بندگی کرو ف۳ اور

ہو گئے اور ان کے انکار و اصرار پر ناراض ہو کر ہجرت کر لی حالانکہ ابھی تک اللہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں ہوا۔ غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب حجت خداوندی تام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عنقریب ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونیوالا ہے اسلئے یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ مُغَاضِبًا ای غضبان علی قومہ لشدۃ شکیمتھم وتمادی اصرارھم مع طول دعوتہ ایاھم و کان ذھابہ ھذا ھجرۃ عنھم لکنہ لم یؤمر بہ (روح ج ۱۷ ص ۸۳) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر روانہ ہوئے اور بحر روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اسمیں سوار ہو گئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا کہ سواریوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اب وہ سمجھے کہ انہوں نے بلا امر ربانی ہجرت کر کے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں چھلانگ لگا دی ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قید خانہ بنایا ہے ۶۰ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ الخ نقدر یہاں قدرۃ سے نہیں بلکہ قدر سے ہے جس کے معنی قضا یا تنگی کرنے کے ہیں۔ یعنی یونس علیہ السلام قبل نزول امر ہجرت کر کے چلے گئے اور انکا خیال تھا کہ اس فعل پر انکو سزا دینے کا ہم کوئی فیصلہ نہیں کرینگے یا ہم ان پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرینگے۔ ای لن نقضی علیہ العقوبۃ قالہ ابن عباس فی روایۃ عنہ وقیل معناہ فظن ان لن نضیق علیہ الحبس (خازن ج ۴ ص ۲۵۰) فظن ان لن نقدر علیہ ای لن نضیق علیہ وھو کقولہ تعالیٰ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ای یضیق ومن قدر علیہ رزقہ ای ضیق

ف۱ آٹھویں تفصیلی نقلی دلیل ۱۲
ف۲ نویں تفصیلی نقلی دلیل ۱۲
ف۳ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ۱۲
ف۴ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے ۱۲

الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۹۹) ۶۱ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ الخ مچھلی کے پیٹ میں پہنچ کر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے انکی آہ وزاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متصرف و کارساز

موضح قرآن ف حزقیل کے یاروں میں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کندھے سے لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں بہ گئے۔ کنارے آکر دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑیا لے گیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت رہے آخر خفا ہو کر بددعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس ؑ کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں چکر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا آیا یعنی اولادے ف لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ محبت تحقیق نہیں یہاں سے اس کی غلطی نکلی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر قوم خود بغیر اذن الٰہی ۱۲ ف۲ القصہ حوت او را بلع در کشید ۱۲ ف۳ یعنی اصل دین واحد است و اختلاف در فروع می باشد ۱۲

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی وَنَجَّیْنٰهُ اور مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا ٦٢ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى الخ یہ نویں تفصیلی نقلی دلیل ہے یعنی
ذکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ زکریا کی دعا ہم ہی نے قبول کی وَوَهَبْنَا لَهٗ
اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَاَصْلَحْنَا اور ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا الخ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے
ڈر کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَنَا تمام انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور ہمارے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا
یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت ذکریا، انکی بیوی اور یحییٰ علیہم السلام مراد ہیں ٦٣ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ الخ یہ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت

مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنے جذبات کو قابو
میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَاَحْصَنَتْ یعنی
عفت فامتنعت من الفاحشۃ (قرطبی ج ١١ ص ٣٣٥) یا
مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی
نہ کی حضرت مریم اور عیسٰے علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام
بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی
واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا جننا اور
عیسٰے علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک
اعجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وافرد اٰیۃ لان
حالہما لمجموعہما اٰیۃ واحدۃ وھی ولادتھا ایاہ
من غیر فحل (بحر ج ٦ ص ٣٣٦) ای علامۃ و اعجوبۃ للخلق
وعلٰی نبوۃ عیسٰے و دلالۃ علٰی نفوذ قدرتنا فیما نشاء
(قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسٰے کا قصہ تو ہماری قدرت کی
دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کارسازی کے لائق
نہیں ہیں ٦٤ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل
نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی
تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی
مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور
اس کے سوا حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں اُمۃ
یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام
اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے الامۃ
الملۃ وھٰذہ اشارۃ الی ملۃ الاسلام وھی ملۃ
جمیع الانبیاء (مدارک ج ٣ ص ٦٩) خطاب للناس قاطبۃ
والاشارۃ الی ملۃ التوحید والاسلام (روح ج ١٧ ص ٩٠)
لما ذکر الانبیاء قال ھٰؤلاء کلھم مجتمعون علی التوحید
فالامۃ بمعنی الدین الذی ھو الاسلام قالہ ابن عباس و
مجاھد وغیرھما (قرطبی) ٦٥ وَاَنَا رَبُّكُمْ الخ حضرت شیخ
فرماتے ہیں وا تفسیریہ ہے اور جملہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی تمام
انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب

مراجعہ سوال مقدر ۱۲

ع ٦

تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾
ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ٦٦ ف ١ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ
سو جو کوئی کرے نیک کام ٦٧ اور رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کرینگے
لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ
اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھتے ہیں اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر
اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ
جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئینگے ٦٨ ف ١ یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں
يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾
یاجوج اور ٦٩ ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ
اور نزدیک آلگے سچا وعدہ ٧٠ پھر اس دم اوپر لگی رہجائیں منکروں کی
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
نہیں پر ہم تھے گنہگار ف ٢ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو ٧١ اللہ کے سوائے
اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ
ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ
هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾
بت معبود ٧٢ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہینگے
لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ
ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف ٣ بیشک

اور کارساز ہوں لہٰذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی و وحدونی (خازن ج ٤ ص ٢٦) ای انا الٰھکم الٰہ
واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ١٧ ص ٩٠) ٦٦ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور
سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بدعمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور دنیوی
دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہوگئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے۔ یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کارساز بھی ایک

موضح قرآن ف ١ یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کھپتے ہیں ف ٢ یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلا دی ف ٣ یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمٰن ف ١ یعنی در اصل دین ١٢

ہی تھا اور تمام پیغمبر ایک ہی ملت پر متفق تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ملتِ توحید کو پارہ پارہ کر دیا۔ وحاصل المعنی الملۃ واحدۃ والرب واحد والانبیاء علیھم السلام
متفقون علیھا وھؤلاء البعداء جعلوا امر الدین الواحد قطعا الخ (روح ج ۱۷، ص۹۰) ۶۷؎ فمن یعمل الخ ایمان و توحید والوں اور نیکوکاروں کے لئے بشارت اخروی ہے ۶۸؎
وحرام علی قریۃ الخ حرام یعنی ناممکن اور ممتنع اھلکنا یعنی ہم نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا لا یرجعون بمعنی مصدر ہے یعنی عدم رجوعھم اور مطلب یہ ہوگا کہ جزاء کے
لئے ان کا ہماری طرف واپس نہ آنا ممتنع ہے یعنی ضرور ہمارے پاس آئیں گے ای ممتنع البتۃ عدم رجوعھم الینا للجزاء (روح) یا لا زائدہ اور سیف خطیب ہے یعنی جن لوگوں
کی تباہی اور ہلاکت کا ہم نے فیصلہ کر دیا ان کا شرک و کفر سے توبہ کرکے توحید اور اسلام کی طرف آنا ممتنع اور ناممکن ہے کیونکہ عذاب سے ہلاک کرنے کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
جن کے لئے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی ۷۲؎ وہ اس سے
مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
دور رہیں گے ۷۳؎ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ ۷۴؎ اور وہ اپنے
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ
گھبراہٹ میں ۷۵؎ اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے ۷۶؎ آج دن تمہارا ہے جس کا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ
طومار میں ۷۷؎ کاغذ جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار پھر اس کو دہرائیں گے
وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا
وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے
فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
زبور میں نصیحت کے پیچھے ۷۸؎ کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے
عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ
میرے نیک بندے ۷۹؎ اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ ۸۰؎
عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
بندگی والے اور تجھ کو ہم نے بھیجا ۸۱؎ سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ
تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے ۸۲؎ کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا تم

ا: بشارت اخروی ۲: تخویف اخروی ۳: بشارت دنیوی / نتیجہ / کوتوں ... ۴: توحید و دلیل ۱۲

جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔ المعنی وممتنع علی قریۃ قدرنا اھلاکھا او حکمنا به رجوعھم الینا ای توبتھم علی ان (لا) سیف خطیب مثلھا فی قولہ تعالیٰ (ما منعک ان لا تسجد) فی قول (روح ج ۱۷، ص۹۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتدا، محذوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انھم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا۔ اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاھد والحسن (لا یرجعون) لا یتوبون عن الشرک (روح) انھم لا یرجعون من الشرک ولا یتوبون عنہ وھو قول مجاھد والحسن (کبیر ج ۶، ص۱۹۴) ۶۹؎ حتی اذا فتحت الخ یہ تخویف اخروی ہے ھُم کی ضمیر سے سب لوگ مراد ہیں یا صرف یاجوج ماجوج۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے کو روندتے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کی طرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور ہر طرف شر و فساد برپا کرکے ایک تباہی مچا دینگے ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدب انھم یاجوج وماجوج وھو الاظھر وھو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانھم یحشرون الی ارض الموقف وھم یسرعون من کل حدب (قرطبی ج ۱۱ ص۳۴۳) ۷۰؎ واقترب الوعد الخ الوعد الحق سے قیامت مراد ہے وھو ما بعد النفخۃ الثانیۃ من البعث والحساب والجزاء لا النفخۃ الاولی (روح ج ۱۷، ص۹۲) ۷۱؎ انکم وما تعبدون الخ مَا تَعْبُدُوْنَ سے بُرے پیر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بقرینہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی الخ ۷۲؎ لو کان ھؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیر رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ بھی شامل ہوگی۔ انین وبکاء عویل (مدارک ج ۳ ص۶۹) ۷۳؎ ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب انکم وما تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش اپنے ایک سرکردہ ابن الزبعری کے پاس آئے اور اسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمدؐ کے پاس ہوتا تو اسکو اسکا معقول

موضح قرآن ف یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی در آخر زمان پیغامبری معبوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ
بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبعری کی بات لاجواب ہے اور محمدؐ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل
ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں الحسنیٰ (جنت یا بھلائی اور نیک انجام)
کا وعدہ ازل سے ہوچکا ہے۔ من القرطبی وابن کثیر وغیرھما ۴۴ الحسنیٰ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت وسعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنیٰ ای الجنۃ (قرطبی ج ۱۱، صـ۳۴۵)
الحسنیٰ یعنی السعادۃ والعدۃ الجمیلۃ الجنۃ (خازن ومعالم ج ۴، صـ۲۶۶) الحسنیٰ ای الخصلۃ المفضلۃ فی الحسن وھی السعادۃ وقیل التوفیق للطاعۃ والمراد من سبق ذلک

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ
تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ دے میں نے خبر کردی تم کو
عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا
دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دُور ہے جو
تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ
تم سے وعدہ ہوا ہے ۹۵ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور
يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ
جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ۹۶ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا
لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ
ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ۹۷ رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا
وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾
اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ
سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ
لوگو ڈرو ۲ اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ۳
شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
ایک بڑی چیز ہے جس دن ۴ اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانیوالی
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ
اپنے دُودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ۵ اپنا پیٹ اور

ر۱ اعادہ دعویٰ
سورت ۱۲
ر۲ دلیل ما قبل ۱۳
ر۳ تخویف اخروی ۱۴
ع ۷ (۱۹) النصف
سورت کا پہلا حصہ
۱ نفی شرک
تخویف اخروی

سقدیرہ فی الازل (روح ج ۷، صـ۹۷) الحسنیٰ الرحمۃ والسعادۃ
(جامع البیان صـ۲۰۹) ۵۵ عنہا ای عن جھنم یعنی جن
کے لئے حُسنیٰ کا وعدہ ہوچکا ہے انہیں جہنم سے دُور رکھا جائیگا
وہ تو جنت میں ہوں گے ۶۶ لا یسمعون الخ جملہ معدوۃ
سے بدل ہے اسمیں دوزخ سے ان کے بُعد کی قدرے تفصیل
دیگئی ہے یعنی ان کو دوزخ سے اتنا دُور کیا جائیگا کہ وہ آتش
دوزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سُن پائیں گے حالانکہ حدیث
شریف میں آتا ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں
میلوں کے فاصلہ تک سنائی دیگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ
جنت میں داخل ہوجائینگے ۷۷ لا یحزنھم الفزع الخ
نار جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ
سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور بڑی
سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتھم
من الافزاع بالکلیۃ بعد نجاتھم من النار لانھم
اذا لم یحزنھم اکبر الافزاع لم یحزنھم ما عداہ بالضرورۃ
کذا قیل (روح ج ۷، صـ۹۹) الفزع الاکبر سے نفخہ ثانیہ
یا تمام اہوال قیامت مراد ہیں ۸۸ تتلقّٰھم الملئکۃ
الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے
اس وقت فرشتے انکا استقبال کرینگے اور ان سے کہیں گے
یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت
میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای
تستقبلھم الملئکۃ علی ابواب الجنۃ یھنئونھم و
یقولون لھم (ھذا یومکم الذی کنتم توعدون) وقیل
تستقبلھم ملائکۃ الرحمۃ عند خروجھم من القبور۔
(قرطبی ج ۱۱، صـ۳۴۶) ۹۹ یوم نطوی السماء الخ یوم کا عامل
اذکر محذوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت
شیخ قدس سرہٗ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحزنھم
یا تتلقّٰھم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف
لا یحزنھم۔۔۔۔ وقیل ظرف لتتلقاھم (روح

اعلم ان التقدیر لا یحزنھم الفزع الاکبر یوم نطوی السماء او وتتلقّٰھم الملئکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶، صـ۲۰۰) ۱۰ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے
کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درہم برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تا
خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون و فساد حادث ہے اور وہ فنا ہوجائیگا۔ فلاسفہ ملاحدہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم کو ازلی و ابدی مانتے
جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کوتاہ نظری اور بے بصری
کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیمائس ملطی۔ فیثا غورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس

موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

کذا فی الروح ج ۱۷ صنا) واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ۵۱ کما بدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کرلیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لامحالہ ایسا کرینگے۔ وعداً مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ ای وعدنا وعدا۔ علینا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای علینا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۸) ۵۲ ولقد کتبنا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ انہ یراد بھا ارض الجنۃ کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا قد ورثھا الصالحون وغیرھم وھو قول ابن عباس ومجاھد وغیرھما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسۃ یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) وقیل المراد بھا الارض المقدسۃ وقیل الشام (روح ج ۱۷ ص ۱۰۲) ۵۳ عبادی الصلحون الخ اس سے امت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنۃ یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۶۳) قال مجاھد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واکثر المفسرین علی ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۹) لیکن انسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصلحون۔ تمام صلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصلحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ۵۴ ان فی ھذا الخ ھذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اوفق ای فیما جری ذکرہ فی ھذہ السورۃ من الوعظ والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ھذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ (مدارک ج ۳ ص ۷۷) ۵۵ وما ارسلنک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کردی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سوء استعداد اور ضد و عناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مومن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مومن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہوگیا اور کافر غرق و خسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن اٰمن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلم مما لحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) والظاھر ان المراد بالعلمین ما یشمل الکفار ووجہ ذلک علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما ھو سبب لسعادۃ الدارین ومصلحۃ النشأتین الا ان الکافر فوت علی نفسہ الانتفاع بذلک واعرض لفساد استعدادہ عما ھنالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۴) ۵۶ قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کے بعد دلیل وحی ذکر کی گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب و بلیات کے وقت صرف اللہ تعالٰی ہی کو متصرف و کارساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کارساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکاریں سننے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں! استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالٰی: ای فاسلموا کقولہ تعالٰی (فھل انتم منتھون) ای انتھوا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) ۔ استفہام یتضمن الامر باخلاص التوحید والانقیاد الی اللہ تعالٰی (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رد شرک پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اسپر اتفاق و اجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقھم لا یتوقف علی الوحدانیۃ فیجوز التمسک بالادلۃ السمیعۃ کاجماع الانبیاء علیہم السلام علی الدعوۃ الی التوحید ونفی الشریک وکالنصوص القطعیۃ من کتاب اللہ تعالٰی علی ذالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۵) ۵۷ فان تولوا الخ اذنتکم کا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما اوحی الی اور علٰی سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دیگئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتاتے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کائنین علی سواء فی الاعلام بذلک لم اخص احدا منکم دون احد (روح ج ۱۷ ص ۱۰۵) نقد اعلمتکم ما ھو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء فلم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت معلما (کبیر ج ۶ ص ۲۰۷) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کرکے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما اعلمتکم بہ من وحدانیۃ اللہ تعالٰی لقیام الادلۃ علیھا (روح) ۵۸ وان ادری الخ یہ دعوٰی سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتا دی ہے کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلاء کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہوگے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ سب کچھ ضرور ہوگا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی و بربادی ہوجا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہوگا اور قیامت کب قائم ہوگی۔ ان امور کا علم اللہ تعالٰی نے مجھے عطاء نہیں فرمایا وھذا الایذان ھو اعلام بما یحل بمن تولی من العقاب وغلبۃ الاسلام ولکنی لا ادری متی یکون ذلک (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) ما توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبۂ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہرحال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظھور الدین او الحشر مع کونہ اٰتیا لا محالۃ (روح) امام رازی فرماتے ہیں۔ اَقریب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا . . . ان ما توعدون بہ من غلبۃ المسلمین علیھم کائن لا محالۃ ولابد ان . . . یلحقھم بذالک الذل والصغار وان کنت لا ادری متی یکون ذالک لان اللہ تعالٰی لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۰۵) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالٰی

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطاء نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رقمطراز ہیں ای لا ادری متی یکون یوم القیامۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ ولکنی اعلم بانہ کائن لامحالۃ اولا ادری متیٰ یحل بکم العذاب ان لم تومنوا (مدارک ج ۳ ص۷۶) علامہ خازن رقم ہیں (ماتوعدون) یعنی یوم القیامۃ لا یعلمہ الا اللہ (خازن ج ۳ ص۲۶۴) علامہ قرطبی خامہ فرسا ہیں (ماتوعدون) یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب قالہ ابن عباس وقیل اذنتکم بالحرب ولکنی لا ادری متی یؤذن لی فی محاربتکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ای ھو واقع لامحالۃ ولکن لا علم لی بقربہ ولا ببعدہٖ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۲) ۸۹ انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے ۹۰ وان ادری الخ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلا مہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور وفکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۹۱ قال رب احکم الخ یہ تخویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمادے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب ومقہور اور ذلیل وخوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے ای رب اقض بیننا وبین اھل مکۃ بالعدل المقتضی لتعجیل العذاب والتشدید علیھم فھو دعاء بالتعجیل والتشدید والا فکل قضائہ تعالیٰ عدل وحق (روح ج ۱۷ ص ۱۰۶) ۹۲ وربنا الرحمٰن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کریگا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت وغلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم کانوا یقولون ان الشوکۃ تکون لھم وان رایۃ الاسلام تخفق ..... فاستجاب اللہ عزوجل دعوۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فخیب اٰمالھم وغیر احوالھم ونصر اولیاءہٗ علیھم فاصابھم یوم بدر ما اصابھم (روح ج ۱۷ ص ۱۰۶) واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آج بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ نو بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد سید السادات وعلیٰ آلہ وصحبہ المسارعین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورَۃُ الحَجّ

ربط سورۂ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہوگیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۂ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعاء اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر ونیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر ومنت شرک ہے لہٰذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۂ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصۃ: مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصّہ اوّل ــــــــ نفی شرک فی التصرف

پہلا حصّہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصّہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الخ۔ تخویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر وتوانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ ھو الحق الخ اور وان الساعۃ اٰتیۃ الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التصرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اوّل علیٰ سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد وعناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہ فی الدنیا خزی الخ (ع ۱) تخویف دنیوی واخروی۔ ومن الناس من یعبد اللہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)

زجر ثالث جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیئے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ اُن کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا الخ (ع ۲) تخویف اُخروی الم تران اللہ یسجد لہٗ الخ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا وہی ساری کائنات کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت و استغاثہ کرو۔ فالذین کفروا الخ (ع ۲) منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۳) مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے ان الذین کفروا ویصدون الخ (ع ۳) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

حصّہ دوم ـــــــــــ نفی شرک فعلی

دوسرا حصّہ ۔ واذ بوّانا لابراھیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور ہیں تحریمات اللہ بجاہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جاہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذ بوانا لابراھیم مکان البیت الخ (ع ۴) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں ویذکروا اسم اللہ الخ ولیوفوا نذورھم (ع ۴) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمات اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (ع ۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ چوپائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا دیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (ع ۴) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان ولکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۵) والبدن جعلنٰھا لکم الخ نذور اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (ع ۵) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمھیں محض توحید کی خاطر بیت اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمھیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولا دفع اللہ الناس الخ مشروعیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرائے تو دنیا میں اور تو اور عبادتخانے بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوک فقد کذبت الخ (ع ۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ قل یا ایھا الناس انما انا لکم نذیر مبین (ع ۷) ترغیب ایمان فالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی اٰیٰتنا الخ تخویف اخروی برائے منکرین۔ وما ارسلنا من قبلک الخ (ع ۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈالدیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دُور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (ع) تخویف اخروی۔ فالذین اٰمنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تخویف اخروی والذین ھاجروا فی سبیل اللہ الخ (ع ۸) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا مشرکین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل لمی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سارے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ (ع ۸) اعادۂ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اوّل ہے۔ الم تر ان اللہ سخرلکم الخ (ع ۹) دوسری عقلی دلیل۔ وھو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۹) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہمنے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر مع شکویٰ مشرکین یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبئکم بشر من ذالکم الخ (ع ۹) تخویف اخروی برائے مشرکین۔ یا یھا الناس ضرب مثل الخ (ع ۱۰) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین حاجات میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہٰذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً الخ یہ ایک شُبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر، اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے۔ اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیّت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شیئ (ہر بات کو سننے والے ہیں) اور نہ بصیر بکل شیئ (ہر چیز کو دیکھنے والے اور جاننے والے) ہی ہیں لہٰذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا یھا الذین اٰمنوا ارکعوا الخ مضامین سُورت کا بالاجمال اعادہ ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ملۃ ابیکم ابراھیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

مختصر خلاصہ سورۂ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اول ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۳ کے آخر نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصرف دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زجریں ہیں زجر اول کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ **دوسرا حصہ** واذ بوأنا لابراھیم (ع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے آخر ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے: ا: تحریمات باری ان کو قائم رکھو۔ ۲:۔ تحریمات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو۔ ۳:۔ اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت اسکو پورا کرو۔ ۴: غیر اللہ کی نذر ومنت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یقاتلون الخ اجازت جہاد اور اسکے بعد متصل ہی وعدۂ فتح ونصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۂ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

پہلا حصہ ـ نفی شرک فی التصرف

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جاچکا ہے سورۂ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۲ یا یھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت واطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلۃ الساعۃ الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوباتہ الھائلۃ فان ملاحظۃ عظمھا وھولھا وفظاعتہا ماھی من مبادیہ ومقدماتہ من الاحوال والاھوال التی لاملجأ منھا سوی التدرع بلباس التقوی (ابو السعود ج ۶ ص ۳۰۳) ۳ زلزلۃ الساعۃ۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئیگا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا۔ یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبیر ج ۶ ص ۲۰۶، بحر ج ۶ ص ۳۴۹) (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے ساتھ آئیگا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلۃ الساعۃ قیامھا فتکون معھا (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲) وقال الحسن اشد الزلزال مایکون مع قیام الساعۃ (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئیگا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئیگا صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیجدے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۵) ۴ یوم ترونھا تذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکی کا بیان

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں

فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿٣﴾

اللہ کی ۵ بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی ۶

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ

جس کے حق میں لکھدیا گیا ہے کہ جو کوئی اسکا رفیق ہو سو وہ ۸ اسکو بہکائے اور لے جائے

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٤﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ

عذاب میں دوزخ کے اے لوگو ۹ اگر تم کو

فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا ۱۰ مٹی سے

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۗ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ

نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تمکو کھولکر ۱۱ سنا دیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ

مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو ۱۲ نکالتے ہیں لڑکا پھر

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ

جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے ۱۳ اور کوئی تم میں

يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ

سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مارے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور
متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سراسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں گے حالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ
سے ان کی عقلوں میں فتور آجائیگا۔ فخوف عذاب اللہ ھو الذی اذھب عقولھم وطیر تمییز ھم وردھم فی نحو حال من یذھب السکر بعقلہ وتمییزہ
(مدارک ج ۳ ص۷۶) ۵؎ وتضع کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیر خوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول
ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر ونشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی دہشت

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اور تو دیکھتا ہے ۱؎ زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵
تازی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ
یہ سب کچھ ۲؎ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ
ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں
فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ
اور یہ کہ اللہ اٹھائیگا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص وہ ہے ۳؎
مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون
مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ
روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ وہ بہکائے ۴؎ اللہ کی راہ سے اس کیلئے
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹
دنیا میں رسوائی ہے اور ۵؎ چکھائیں گے ہم اسکو قیامت کے دن جلنے کی مار
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا
لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ
بندوں پر اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ۶؎ ہے اللہ کی کنارے پر
فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ
پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچ گئی اسکو جانچ

ع

(۱) عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ۱۲۔ (۲) زجر اول ۱۲ (۳) تفصیل اعادہ ۱۲ (۴) تخویف دنیوی ۱۲ (۵) تخویف اخروی ۱۲ (۶) زجر ثانی ۱۲۔

سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو
جائے ۶؎ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر بعد تخویف
کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک واضح حقیقت ہے خواہ مخواہ
جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت
سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس نقلی
دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم
سے دلیل عقلی مراد ہے ۷؎ ویتبع کل شیطن الخ
شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف
قسم کے وسوسے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان
بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و
مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و
شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید
کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں یجوز ان
یرید شیاطین الانس وھم رؤساء الکفار الذین
یدعون من دونھم الی الکفر والثانی ان یکون
المراد بذالک ابلیس وجنودہ (کبیر ج ۶ ص۲۰۹) ۸؎
من تولاہ الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔
تولاہ ای اتخذہ ولیا وتبعہ (روح ج ۱۷ ص۱۱۴)
یعنی جو شخص بھی ان شیاطین سے دوستی رکھے گا اور انکی
پیروی کریگا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ
دکھائیں گے ۹؎ یا ایھا الناس الخ یہ توحید اور قیامت
پر پہلی عقلی دلیل ہے اس دلیل کے دو حصے ہیں ایک حصے
میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے
حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر
دلیلین واضحین علی ذالک احدھما فی نفس
الانسان وابتداء خلقہ وتطورہ فی مراتب
سبع ..... والثانی فی الارض التی تشاھدون
تنقلھا من حال الی حال الخ (بحر ج ۶ ص ۳۵۱/۳۵۲) فانا
خلقنکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

تو بالکل ظاہر اور شک و ریب سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود
اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبتم فی البعث
فمزیل ریبکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء ترابا وماء ولیس سبب انکارکم البعث الا ھذا (مدارک ج ۳ ص۷۶) تمہارا سب سے بڑا
اشکال یہی ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائینگے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا ابھی نام و
نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرۂ آب کو مختلف احوال سے گذار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

فتح الرحمٰن ۱؎ یعنی تکبر کنان ۱۲۔

حشر ونشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ مالک مختار اور متصرف وکارساز بھی وہی ہے۔ ؎ فانا خلقنکم الخ یعنی اوّل تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر تمہیں قطرۂ منی سے پیدا کیا۔ فانا خلقنکم ای اباکم من تراب ثم خلقتم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچکر اور کئی منزلیں طے کر کے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گذرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقھم من تراب فی ضمن خلق آدم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ التی یتکون منھا المنی منہ الخ (روح ج ۷، ص۱۱۶) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱، ۲) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرہ منی سے بتفصیل بالا (۳) علقۃ جما ہوا خون جب منی رحم مادر میں پہنچکر حمل کی صورت اختیار کرلیتی ہے تو کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغۃ گوشت کا ٹکڑا۔ خون مزید پرورش پاکر گوشت بن جاتا ہے مخلقۃ کامل الخلقت جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہو اس کی قدوقامت، رنگ وروپ، شکل وصورت اور صحت و توانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقۃ المسواۃ الملساء من النقصان والعیب.... فالنطف التی یخلق منھا الانسان متفاوتۃ منھا ما ھو کامل الخلقۃ ومنھا ما ھو علی عکس ذالک فیتبع ذالک التفاوت تفاوت الناس فی خلقھم وصورھم و طولھم وقصرھم وتمامھم ونقصانھم (روح ج ۱۷، ص۱۱۶) ؎ لنبین لکم الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف اطوار ومدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ ہماری قدرت کاملہ اور صنعت تامہ کا اظہار ہوجائے (لنبین لکم) یرید: کمال قدرتنا بتصریفنا اطوار خلقکم (قرطبی ج ۱۲ ص۱۱) ونقر فی الارحام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دو سال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے ؎ ثم نخرجکم طفلاً الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اسکی مدت حمل پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیسا تھ اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل وتمیز اور قوت بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ محذوف ہے ای ثم نخرجکم طفلا لتکبروا شیئاً فشیئاً ثم لتبلغوا کمالکم فی القوۃ والعقل والتمیز (ابو السعود ج ۶، ص۲۱۴)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق یبقیکم مقدر ہے اصل میں تھا ثم یبقیکم لتبلغوا اشدکم ؎ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت وعقل کو پہنچکر کچھ لوگ راہی ملک عدم ہوجاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنیہ کمزور سے کمزور ہوجاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہوجاتے ہیں ای یبلغ من السن ما یتغیر بہ عقلہ فلا یعقل شیئاً (معالم وخازن ج ۵ ص۴)

اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ
پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت ؎ یہی ہے
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
ٹوٹا صریح ؎ پکارتا ؎ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز
يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫
کو کہ نہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى
پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ؎ پہلے پہنچے نفع سے ؎ بیشک برا دوست
وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہے اور برا رفیق اللہ داخل کرے گا ؎ ان کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ
اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو ؎ کہ ہرگز نہ
يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى
مدد کریگا اسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسی
السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا
آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے
يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
اسکا غصہ ؎ اور ؎ یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ کہ اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
سمجھا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں ؎ اور جو

منزل ۴

(حاشیہ: ۱ بشارت اخروی ۱۲ — ۲ تکمیل بیان کمال ... ۱۲ — تخویف اخروی ۱۲)

موضح القرآن ؎ یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل کبھی نہ اسطرف نہ اسطرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکلجائے ؎ دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا وہ اپنے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جاتے جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی ادنچان

فتح الرحمٰن ؎ یعنی اگر از ین غصہ بمیرد ہیچ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائے قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آب و گل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائیں گے اور ان کے بدن کا رُواں رُواں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الا ما شاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے اُن ذروں کو یکجا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ ساری کائنات کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں ۱۳ؔ وتری الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ھامدۃ خشک بے آب و گیاہ وھو داالارض الا یکون فیھا حیاۃ ولا نبت ولا عود ولم یصبھا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص۱۳) اھتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جُدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رَبَتْ پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پودے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہاتے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کارساز ہے۔

۱۵ؔ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائیگا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہ یحی الموتیٰ وانہ علی کل شئی قدیر، وان الساعۃ اٰتیۃ اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ھو الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرر ھذین الدلیلین رتب علیھما ما ھو المطلوب والنتیجۃ وذکر امورا خمسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص۲۱۶)

۱۶ؔ ومن الناس الخ یہ زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ضدی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں۔ عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم ولا ھدی ولا کتٰب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ھدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ نادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص۲۹۱)

۱۷ؔ ثانی عطفہ الخ یہ یجادل کے فاعل سے حال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیضل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے یعنی جدال سے اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق یجادل علۃ لہ فان غرضہ من الجدال الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۷، ص۱۲۲)

۱۸ؔ لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تخویف دنیوی ہے ونذیقہ یوم القیٰمۃ الخ تخویف اُخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الاٰخرۃ اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص۱۶) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور واؤ عاطفہ کے بعد اعلم مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جائز نہیں۔

۱۹ؔ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذبذب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان ویقین نہیں رکھتے۔ علی حرف ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۲۰ؔ خسر الدنیا والاٰخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کرلی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کرنیکی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی

۲۱ؔ یدعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خسارے کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استئناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۷، ص۱۲۴)

۲۲ؔ یدعوا لمن ضرہٗ الخ لام ابتدائیہ ہے جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مآل دعائہ وعبادتہ غیر اللہ تعالیٰ ویقرر کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۷، ص۱۲۵) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بےشک وہ عاجز و درماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا انکی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے پجاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدھا انہا لا تضر ولا تنفع بانفسہا ولکن عبادتہا سبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونہم توھم انہم یشفعون لہم غدا کما قال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ اقرب من نفعہ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفہم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرور ہوگا۔

۲۴ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے۔

۲۵ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریگا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سربلند کرکے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کرکے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا از راہ بغض وحسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض وحسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اُسکے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکنایۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لیختنق یعنی چھت سے رسّی لٹکا کر خودکشی کرے والمعنی لیشد حبلا فی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (خازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مرجا کما یقال للحاسد ان لم ترض ھذا فاختنق ومت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اسکو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کرکے اس کو منقطع کردے پھر دیکھے کہ اس حیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرسکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بہا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصر ان تھیأ لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اُسکی بندگی چھوڑدے اور جھوٹی چیزیں پوجے۔ جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹکا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی" اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہوگا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ اسکی مدد نہیں کریگا اسلئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفعاء بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ وکذالک انزلنٰہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عائد محذوف ہے ای یرید ھدایتہٗ یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ ان الذین الخ یہ تخویف اخروی ہے الذین اٰمنوا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ھادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابئین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس وقمر اور دیگر ستاروں کی عبادت کرتے تھے والنصاریٰ قوم عیسیٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشرکوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابئین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں اور دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا وسزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فللکٰفرین النار وللمومنین الجنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳)

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ
یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو
اَشْرَكُوْۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ
شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا ان میں قیامت کے دن
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ
اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۲۸ ف تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے
مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
جو کوئی ۲۹ آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ
اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت
النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
۳۰ آدمی اور بہت ہیں کہ انپر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو اللہ ذلیل کر
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ
اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف۱ یہ دو
خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
مدعی ہیں ۳۱ جھگڑے میں اپنے رب پر جو لوگ منکر ہوئے ۳۲ ان کیواسطے بیونتے ہیں
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ
کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر
الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ
جلتا پانی گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور
لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا
ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے

السجدة ۱۰

۲۹ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲
۳۰ تخویف اخروی ۱۲

۲۸ ان اللّٰہ علی کل شیء شھید یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ ای انہ عالم بما یستحقہ کل واحد منھم فلا یجری فی ذالک الفصل ظلم ولا حیف (خازن ج ۵ ص۸) ۲۹ الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و الانقیاد لتدبیر اللّٰہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص۲۴) کیونکہ ہر جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے فانہ ما من جماد الا وھو مطیع للّٰہ خاشع للّٰہ و مسبح لہ الخ (معالم ج ۵ ص۸) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے تکوینی احکام سے سرمو انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز اور متصرف بھی وہی ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرنی چاہئیے رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعاء اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے ۳۰ وکثیر من الناس الخ یہ فعل محذوف کا فاعل ہے ای یسجد لہ بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک و کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں ومن یھن اللّٰہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا ۳۱ ھذٰن خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے اسقدر واضح ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کارسازی میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہیں ۳۲ فالذین کفروا۔ تا۔۔۔ ذوقوا عذاب الحریق یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی توحید میں مومنوں کے ساتھ جھگڑا کرنے والے فریق کا اخروی انجام یہ ہوگا کہ جہنم میں ان کو آگ کا لباس پہنایا جائیگا اور اوپر سے ان کے سروں پر سخت گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے بدن پگھل جائیں گے ولھم مقامع من حدید اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے یا کوڑے ہوں گے جب وہ عذاب جہنم سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے تو فرشتے کوڑوں یا ہتھوڑوں سے مار کر انھیں واپس جہنم میں دھکیل دینگے ان جھنم لتجیش فتلقیھم الی اعلاھا فیریدون الخروج منھا فتضربھم الزبانیۃ بمقامع الحدید فیھوون فیھا (خازن و معالم ج ۵ ص۱۰)

موضح قرآن ف مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے بگڑے یا سرے سے۔ سب غلط ہیں ف۲ ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جُدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے۔

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اسکے اندر اور چکھتے رہو
الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
جلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو ۳۳ جو یقین لائے اور کیں
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنا دیئے
فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ
ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک ہے
فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ
وہاں ریشم کی ف اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف
وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف جو لوگ منکر ہوئے ۳۴
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے
الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ
جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا
وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب
اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ
دردناک ف اور جب ٹھیک کردی ہم نے ۳۵ ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ
لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَ
شریک ۳۶ نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کیواسطے اور

ع ۱۲ / ۹
ع ۳ / ۱۰

ر ۱ بشارت اخروی ۱۲
ر ۲ تخویف اخروی ۱۲
ر ۳ سورت کا دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی ۱۲
نفی شرک فعلی
ر ۴ نفی شرک بدلیل نقلی ۱۲

۳۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے انھیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات پہنائے جائیں گے وھدوا الی الطیب الخ دنیا میں ان کو کلمۂ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی جس کی وجہ سے آخرت میں انھیں یہ جزا دی گئی ای ارشد ھٰؤلاء فی الدنیا الی کلمۃ التوحید و الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۸۵)

۳۴ ان الذین کفروا الخ تخویف اخروی ان مشرکین کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور یَصُدُّوْنَ۔ اِنَّ کی خبر ہے یا یَصُدُّوْنَ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای وھم یصدون اس پر یہ جملہ کفروا کے فاعل سے حال ہوگا اور اِنَّ کی خبر محذوف ہوگی بقرینہ آخر آیت ای نذیقھم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید سے روکیں انھیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے

۲ دوسرا حصہ نفی شرک فعلی ع

۳۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لعقبہ یرجعون و یحجونہ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۱) مشرکین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم ؑ میں اور ملت ابراہیمی کے پیرو کار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک رکھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی نذریں نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سراسر ان کیخلاف ہیں ۳۶ ان لا تشرک الخ ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے کیونکہ تبوئۃ امر اور قول کے معنوں کو متضمن ہے۔ ہم نے ابراہیم ؑ کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چاروں عبادات بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں اعلان کردینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آکر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن ف یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھ میں ف ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ف یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ سزا پاویں گے
فتح الرحمان ف یعنی در دنیا ۱۲۔

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشھدوا منافع لھم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا ومنافع فی الاٰخرۃ فاما منافع الاٰخرۃ فرضوان اللہ تعالیٰ واما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذالک الیوم والذبائح والتجارات (روح ج ۱۷ ص ۱۴۵) ۳۷؎ ویذکروا الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریمات برحق ہیں (۳) تحریمات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

الْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ

کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے واسطے ۱ اور پکار دے لوگوں میں

بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ

حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں

کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا

راہوں دور سے ف ۲ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں ۳۷

اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ

اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ف ۱ ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے

الْاَنْعَامِ ۚ فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾

دیئے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف ۳

ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا

پھر چاہیئے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں ۳۸ اپنی منتیں اور طواف کریں

بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِکَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ

اس قدیم گھر کا ف ۴ ف ۳ یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے ۳۸ اللہ کی حرمتوں

اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ

کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف ۴ ۳۹

اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

مگر جو تم کو سناتے ہیں ف ۵ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ

اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ۴۰ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کہ اسکے ساتھ ۴۲ ساجھی بنا

بِهٖ ؕ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا ۴۳ آسمان سے

۱ اللہ کی نیازوں کا بیان ۱۲۔ ۲ تحریمات اللہ کا بیان ۱۲۔ ۳ ابطال تحریمات مشرکین ۱۲۔ ۴ تمثیل برائے مشرک ۱۲۔

ویذکروا اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غرباء اور مساکین کو بھی کھلاؤ بھیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے ثم لیقضوا تفثھم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المنسک کلہ من الوقوف بعرفۃ والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار (روح ج ۱۷ ص ۱۴۶) ولیوفوا نذورھم اور اللہ کی نذریں پوری کریں ۳۸؎ ومن یعظم حرمات اللہ الخ یہ تحریمات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے ۳۹؎ واحلت لکم الخ تحریمات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں اسلئے انہیں کھاؤ الا ما یتلیٰ علیکم میں تحریمات اللہ کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انھیں حلال مت جانو اور ما یتلیٰ علیکم سے الرجس مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ احل لکم الانعام کلھا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علیٰ حدودہ ولا تحرموا شیئا مما احل کتحریم البعض البحیرۃ ونحوھا ولا تحلوا مما حرم کاحلالھم اکل الموقوذۃ والمیتۃ وغیرھا۔ (مدارک ج ۳ ص ۸۵) (الا ما یتلیٰ علیکم آیۃ تحریمہ استثناء متصل کما اختارہ الاکثرون عنھا علیٰ ان ما عبارۃ عما حرم منھا لعارض کالمیتۃ وما اھل بہ لغیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۷)

موضح قرآن ف ۱ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف ۲ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لبیک کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے یہاں فرض ہے ف ۳ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلا قصور کا ہو نہیں آپ کھاوے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ف ۴ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں، حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کیواسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی برائے نماز گذاردن ۱۲ ف ۲ یعنی یوم نحر ۱۲ ف ۳ یعنی کعبہ زیرا کہ اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۱۲ ف ۴ یعنی شتر و گاؤ و بز و گوسفند ۱۲ ف ۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲۔

۴۰ فاجتنبوا الخ من الاوثان میں من بیانیہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے ای عبادۃ الاوثان (معالم وخازن) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اصل عبارت اس طرح تھی فاجتنبوا الرجس الذی ھو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا) پکار اور نذر و منت جو سراسر ناپاک اور نجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی با لرجس عبادۃ الاوثان وقد روی ذالک عن ابن عباس وابن جریج فکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وھو العبادۃ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۸) اس صورت میں من بیعفیہ ہوگا ۴۱ واجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور اعادۂ فعل مزید اہتمام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تلبیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قیل ھو قول المشرکین فی تلبیتھم لبیک لا شریک لک لبیک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۶) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریمات مشرکین مراد ہیں کانہ تعالیٰ لما حث علی تعظیم الحرمات اتبع ذالک بما فیہ رد لما کانت الکفرۃ علیہ من تحریم البحائر والسوائب ونحوھا (روح) سورۂ مائدہ کی تفسیر (ص ۲۲۶ حاشیہ ۱۱) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک ما اھل بہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہے واجتنبوا قول الزور ای النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ ماننے سے بھی اجتناب کرو ۴۲ حنفاء للہ الخ حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال مؤکدہ ہیں وھما حالان مؤکدتان من واو فاجتنبوا (روح ج ۱۷ ص ۱۴۹) حنفاء حنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہونیوالا اور خالصۃً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین زائغ الی الدین الحق مخلصین لہ تعالیٰ (روح) ۴۳ ومن یشرک الخ ایک تمثیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں مشرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک دیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھینکے من اشرک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاکا لیس بعدہٗ ھلاک بان صور حالہ بصورۃ حال من خر من السماء فاختطفتہ الطیر فتفرق قطعا فی حواصلھا او عصفت بہ الریح حتی ھوت بہ فی بعض المھالک البعیدۃ (مدارک ج ۳ ص ۸۶) یا یہ تشبیہ تفصیلی ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ
پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خور یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دُور مکان
سَحِيقٍ ﴿۳۱﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا
میں سن چکے ۴۴ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا
مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ
سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ
مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ
وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ۴۵ اور ہر امت کیواسطے
جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں ۴۶ اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے
مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ
جو ان کو اللہ نے دیئے سو اللہ تمہارا ۴۷ ایک اللہ ہے سو اسی کے
أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿۳۴﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ
حکم میں رہو اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو ۴۸ وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا
وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ
ڈر جاویں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے اور
الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ
قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کعبہ کو چڑھانے کے
جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ
ٹھہرا دیا ہمنے ۴۹ تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ
سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

ع ۴

۲۱ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا بیان ۱۲

موضح قرآن ف ادب رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تمکو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا ف جتنے مواشی ہیں انکا حق یہی ہے کہ کام لیجئے پھر کعبے پاس لیجا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبے کو چڑھا یا دور ہو یا نزدیک ہو ف یعنی مواشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا۔

فتح الرحمن ... ۱۲

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کرکے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت بچ نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل وفکر کو اس طرح معطل کر دینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُسے اڑا کر صراط مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں "اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا"

۴۴ ذالک ومن یعظم الخ ذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ او اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعائر سے اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الھدایا کما روی عن ابن عباس ومجاھد وجماعۃ ... واطلقت علی البدن الھدایا لانھا من معالم الحج او علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۰)

۴۵ ثم محلھا الخ محل مصدر میمی ہے بمعنی وجوب یا ظرف زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶ ولکل امۃ جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا منسکا ہ مجاھد ھنا بالذبح واراقۃ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۳) یہاں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منتیں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منھا امۃ (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۵۸)

۴۷ فالھکم الخ چونکہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز بھی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والمراد اخلصوا لہ تعالیٰ الذکر خاصۃ واجعلوا لوجھہ سالما خالصا لا تشوبوہ باشراک (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۴) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذکرہ وان یکون الذبح لہ لانہ رازق ذالک ...... فالالہ واحد لجمیعکم فکذالک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۴۸ وبشر المخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۹ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھاوے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیر کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذالک سخرنھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم بالتقریب والاخلاص (روح ج ۱۷ صفحہ ۱۵۵)

۵۰ لن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشدلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اسکا خون اُٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذالک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو وبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدین ——— (معالم وخازن ج ۵ صفحہ ۱۹)

۵۱ ان اللہ یدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالے مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی دھی اول ایۃ نزلت فی القتال بعد ما نھی عنہ فی نیف وسبعین ایۃ علی ما روی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما (روح ج ۱۷ ص ۱۶۳) ۵۲ ان اللہ لا یحب الخ یہ ما قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوّان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیساکہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خانوا اللہ فجعلوا معہ شریکا وکفروا نعمہ قال الزجاج من تقرب الی الاصنام بذبیحتہ وذکر علیھا اسم غیر اللہ فھو خوان کفور (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۵)

۵۳ اذن للذین الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیساکہ ساری سورۂ حج مدنی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیساکہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہوگا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہل نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں الجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالے ہی کو اپنا مالک و مختار اور کارساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اُذِنَ کا متعلق یعنی ماذون فیہ مقدر ہے بقرینہ یقاتلون ای فی القتال التقدیر۔ اذن للذین یقاتلون فی القتال فحذف الماذون فیہ لدلالۃ یقاتلون علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۳۶) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اُذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اُذن للذین یقاتلون ان یقاتلوا الخ

۵۴ ولولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعۃ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادتخانہ (چرچ) صلوٰت۔ صلوٰۃ کی جمع ہے اور صلوٰۃ یہودیوں کے عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والمدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر دنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالے نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ای لولا اظھارہ وتسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاھدۃ لاستولی

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ

تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۱ اللہ کو نہیں پہنچتا ۵۰

لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ

انکا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی اور

بَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ

بشارت سنا دے نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ۵۱ ایمان والوں سے ف۱

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں آتا ۵۲ کوئی دغا باز ناشکر ف۲ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے ۵۳

يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ

قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ۵۴ لوگوں کو

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ

ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے

وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کریگا ۵۵

ع ۵ ۵ ۱۲

ر ۱ اعلان جہاد کے لئے تمہید ۱۲

ش ۱ اجازت جہاد بشارت فتح و نصرت ۱۲

موضح قرآن ف۱۔ اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کر دیئے قبلے کے سامنے برچھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف۲ جبتک حضرت مکے رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

فتح الرحمٰن ۵۵ یعنی ضرر اعداء ایشان را ۱۲۔

المشرکون علی اھل الملل المختلفۃ فی ازمنتھم و علی متعبدا تھم نھدموھا ولم یترکوا للنصاری بیعا ولا لرھبانھم صوامع ولیھود صلوات
ای کنائس ولا للمسلمین مساجد (مدارک ج ۳ صنٓ) ۵۵ؔ ولینصرن اللہ الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین
حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ما قبل کی علت ہے ۵۶ؔ الذین ان مکنٰھم الخ یہ من ینصرہ
سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے اُن کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راہ حق سے سرمو انحراف نہ کریں اور

ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ ٱلَّذِينَ
اسکی جو مدد کرے گا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ف۱ وہ لوگ کہ ۵۶ؔ
إِن مَّكَّنَّٰهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ أَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا۟
اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں
ٱلزَّكَوٰةَ وَأَمَرُوا۟ بِٱلْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا۟ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۗ وَ
زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور
لِلَّهِ عَٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
اللہ کے اختیار میں ہے آخر کام کا ف۲ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۷ؔ تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَٰهِيمَ
نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم
وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَٰبُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ
اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا
فَأَمْلَيْتُ لِلْكَٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ
پھر میں نے ڈھیل دی ۵۸ؔ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا
نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ
میرا انکار سو کتنی ۵۹ؔ بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں
فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ
اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئے نکمے پڑے اور کتنے محل
مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ
گچ کاری کے کیا سیر نہیں کی ۶۰ؔ ملک کی جو اُن کے
قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَآ أَوْ ءَاذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا
دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے قانون کو رائج کردیں۔ دنیا میں نیکی اور صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت کی پیشگوئی ہے ویکون (الذین ان مکنٰھم فی الارض) اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یکن فی الارض غیرھم (قرطبی ج ۱۲ صنہ) ھو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ المھاجرین ان مکنٰھم فی الارض وبسط لھم فی الدنیا وکیف یقومون بامر الدین ودلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳ صنٓ) علامہ خازن رقمطراز ہیں کہ الذین ان مکنٰھم چونکہ ان لوگوں ہی کی صفت ہے جن کا پہلے الذین اخرجوا من دیارھم میں ذکر ہوچکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین ہی مراد ہیں۔ وقیل ھم المھاجرون وھو الاصح لان قولہ (والذین ان مکنٰھم) صفۃ لمن تقدم ذکرھم وھو قولہ (الذین اخرجوا من دیارھم) وھم المھاجرون (خازن ج ۵ صنٓ) وفیہ دلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم لان الایۃ مخصوصۃ بالمھاجرین لانھم المخرجون بغیر حق والممکنون فی الارض منھم الخلفاء دون غیرھم فلو لم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی المقال تعالے اللہ سبحانہ عنہ (روح ج ۷ صنہ۱۶۴) ۵۷ؔ وان یکذبوک تا والی المصیر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے وان یکذبوک الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو
نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزردۂ خاطر نہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمائیے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اس وقت آپکی قوم آپکے ساتھ کررہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا فروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

موضح قرآن ف۱ جو اسکی مدد کریگا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے آپس میں سنوار دیں
ف۲ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں ھٰذہٖ تسلیۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من تکذیب اھل مکۃ ایاہ ای لست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص۸۹) ھذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعزیۃ، ای کان قبلک انبیاء کذبوا فصبروا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقتد بھم واصبر (قرطبی ج ۱۲ ص۷۳) ۵۸ فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنیکا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خداداد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہمنے

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوجاتے ہیں دل جو

الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب ۶۱ اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو

تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

تم گنتے ہو ف۱ اور کتنی بستیاں ہیں ۶۳ کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے

النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگو ۶۴ میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو کھول کر سو جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

اور کیں بھلائیاں ۶۵ ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور انکو روزی ہے عزت کی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے

الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا

رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے ۶۶ تجھ سے پہلے یا نبی سو

نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ

جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آتیں اور اللہ

منزل ۴

ع ۶ / ۱۳

زجر مع تخویف دنیوی ۱۲ / بشارت اخروی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اڑے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو اقوام سابقہ کا ہوا ۵۹ فکاین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت ایسی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ کھیتیاں اور باغات تباہ کر دئیے یہانتک کہ اُن کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہوگئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہوگئے۔ ظالمۃ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمۃ۔ اھلکنٰھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال ای واھلھا مشرکون (مدارک ج ۳ ص۸۹) ۶۰ افلم یسیروا الخ اس میں سیر و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے ہیں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ منکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں منکر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ای یعلمون ما یجب ان یعلم من التوحید (روح ج ۱۷ ص۱۶۷) ۶۱ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اُسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا ولن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسواکن عذاب سے ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کریگا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئیگا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ ای انہ انجز ذلک یوم بدر (خازن ج ۵ ص۲۱) ۶۲ وان یوما الخ یہ ظالم و ناداں عذاب کیوں مانگتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ھذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الاٰخرۃ الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۷۷) ۶۳ وکاین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے حاشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھے

موضح قرآن ف۱ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر خواہد کار ہزار سال در یکروز تمام کند پس امہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جز او کسی نمیداند ۱۲۔

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے تمہید ہے یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۶۴ قل یا یھا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونك بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۶۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریاتِ دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجھد فی ابطالہا فسموھا تارۃً سحرا و تارۃ شعرا و تارۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱۷ ص ۱۷۱) ۶۶ وما ارسلنا الخ یہ مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلك جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴) تمنیٰ بمعنی قرأ ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے مرثیہ میں کہا تھا

تمنی کتاب اللہ اول لیلۃ   واخرھا لاقی حمام المقادر (بحر)

اور امنیتہٗ ای قراءتہٗ وتلاوتہٗ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک واہی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۂ والنجم اِذا ھوٰی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے ومناۃ الثالثۃ الاُخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرا دئیے۔ تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمد صلعم نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القاء تھا یہ قصہ شان نبوت کے سراسر منافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحٰق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وھی قصۃ سئل عنھا[1] لامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ھذا من وضع الزنادقۃ وصنف فی ذالك کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۸۳) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منھا شیئ یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) علامہ خازن لکھتے ہیں انہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل (خازن ج ۵ ص ۲۳) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۴۵) امام ابو السعود رقمطراز ہیں۔ وھو المردود عند المحققین (ابو السعود ج ۶ ص ۲۵۶) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اھل التحقیق فقالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام ومناۃ الثالثۃ الاُخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ وقرب صوتہ من صوت النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتیٰ التبس الامر علے المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۱) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنیٰ) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبہات فی قلوب السامعین (فی امنیتہٖ) ای فی اثناء تلاوتہٖ۔ یعنی ہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا تاکہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنیٰ پر دو باتیں متفرع ہیں اوّل القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اسکی صراحت موجود ہے ——— (سجاد بخاری) ———

۶۷ لیجعل الخ یہ القی سے متعلق ہے یعنی شیطانی وسوسے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جاتے اور وہ وساوس و شبہات کے تابع ہو کر کفر و عناد پر مضبوط ہو جاتے ہیں الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبھم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم الخ فینسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں کا اثر زائل کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لھاد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ
سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا اس واسطے کہ جو کچھ ۶۷ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان لوگوں کو

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ
جن کے دل میں روگ ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور

الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ
گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کرلیں وہ لوگ

أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ
جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں

فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا
اور نرم ہو جائیں اسکے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا
راہ سیدھی ف اور منکروں کو ہمیشہ رہیگا ۶۸

فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ
اس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا

يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ
آپہنچے اُن پر آفت ایسے دن کی جسمیں راہ نہیں خلاصی کی راج اس دن اللہ کا ہے ۶۹

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ان میں فیصلہ کریگا سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا
سو ان کے لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے

ع ۷ ۱۴

شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے اُن کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرما دیتا ہے ۶۸ ولا یزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (قرطبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم ای لامثل لہ فی عظم امرہ (مدارک) یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہانتک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور انھیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے سچے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پا چکے ہوں گے ۶۹ الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم انہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای السلطان القاهر والاستیلاء التام والتصرف

موضح قرآن ف۱ نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال سے۔ اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ف۲ یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو انکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ ہجرت کردہ اند بزمینی کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصر میکنند پس وہم آمد کہ در ہماں سال این معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہائے چند متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید ۱۲۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مرگئے البتہ ان کو دیگا اللہ

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾
روزی خاصی ف۱ اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾
البتہ پہنچائیگا انکو ف۲ ایک جگہ جس کو پسند کرینگے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
یہ سن چکے ف۳ اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے ف۱ یہ اس واسطے ف۲ کہ اللہ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور ف۳ اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا
سنتا ہے دیکھتا ہے ف یہ اس واسطے ف۴ کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
پکارتے ہیں اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر

الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ
بڑا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ف۵

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾
پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ
اسی کا ہے ف۶ جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا

علے الاطلاق (یومئذ للہ) وحدہٗ بلا شریک اصلا بحیث لا یکون فیہ لاحد تصرف من التصرفات فی امر من الامور لا حقیقۃ ولا مجازا ولا صورۃ ولا معنی کما فی الدنیا الخ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۵۹) ۷۰ فالذین اٰمنوا تا عذاب مھین یہ یحکم بینھم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائیگا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین ومکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین اٰمنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ والذین کفروا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ یحکم بینھم یعنی یوم القیامۃ ھو للہ وحدہٗ لا منازع لہ فیہ ولا مدافع۔۔۔۔ ثم بین حکمہ فقال (فالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فی جنّٰت النعیم والذین کفروا وکذبوا باٰیٰتنا فاولٰئک لھم عذاب مھین (قرطبی ج ۱۲ ص ۶۸) کفار ومشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت ورسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت ورسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی ۷۱ والذین ھاجروا تا۔ ھو العلی الکبیر یہ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم وستم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح وکامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین ھاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال وجان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوؤں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لا ینقطع ابدا وھو رزق الجنۃ لان فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین (خازن ج ۵ ص ۲۵) ۷۲ لیدخلنھم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ اُن کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیات صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز واکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے گا ۷۳ ومن عاقب الخ ولینصرن اللہ من ینصرہ میں مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک لمی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثمّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم وشدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انھیں فتح وظفر سے ہمکنار کریگا

اور وعدہ نصرت کا اعادہ اور اس کی دلیل انی ۱۲

فتح کی دلیل لمی ۱۲ مضمون سابق ادلہ کا اعادہ اور نفی شرک اعتقادی پر بھی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ف۲ یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کریگا۔

۷۴ ذٰلک بان اللہ یولج الخ یہ وعدۂ فتح ونصرت کی دلیل انّی ہے وعدۂ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ذکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاسکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے ای ذٰلک النصر کائن بسبب انّ اللہ تعالیٰ شانہ قادر علیٰ تغلیب بعض مخلوقاتہ علیٰ بعض والمداولة بین الاشیاء المتضادة ومن شانہ ذٰلک (روح ج ۷ ص ۱۹۱) ۷۵ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ ماقبل کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح ناصر (مدد کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اسطرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمة الحکم لابد منہ اذ لابد للناصر من القدرة علیٰ نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذالک (روح) ۷۶ ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ فتح ونصرت کی دلیل لمّی ہے یعنی فتح ونصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصتہً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پجاریوں کو مغلوب و مقہور کریگا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاہرہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الٰھیتہ فلا یصلح لھا الا من کان عالمًا قادرًا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۳) العلی قدرت میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و سہیم سے پاک و منزہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود ازلی اور ابدی، ای العالی علیٰ کل شیٔ بقدرتہ والعالی عن الاشباہ والانداد۔۔۔ الکبریاء عبارة عن کمال الذات۔ ای لہ الوجود المطلق ابدا و ازلا فھو الاول القدیم والاٰخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱) ۷۷ الم تر ان اللہ انزل تا۔ ان الانسان لکفور یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور اسپر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ

الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي
تعریفوں والا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ۷۹ تمہارے جو کچھ ہے
الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ
زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور
يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ
تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے
إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي
بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنیوالا مہربان ہے اور اسی نے
أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنسَانَ
تم کو جلایا ۸۰ پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بے شک انسان
لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾ لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ
ناشکر ہے ف ۱ ہر امت کیلئے ۸۱ ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں
فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ
سو چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو
لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ
سیدھی راہ پر سوجھ والا ف ۲ اور اگر ۸۲ تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ
أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کریگا تم میں قیامت کے دن
فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی ف ۱ کیا تجھ کو معلوم نہیں ۸۳ کہ اللہ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ
جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں

ع ۷ ۱۵

منزل ۴

۷۸ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

۸۰ یہ مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ۱۲ ۸۱ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے ۱۲

آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیر اور اپنے بندوں اور تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں اور ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے ۷۸ لہ مافی السمٰوٰت الخ تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک و اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ ان کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اسکی محتاج ہے الحمید وہ تمام کمالات کا مالک ہے ضمیر فصل اور تعریف خبر مفید حصر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کارسازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۷۹ الم تر ان اللہ سخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس کا حق نہیں مانتا ف ۲ یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ دریں آیہ اشارت است بآنکہ اختلاف شرائع بسبب اختلاف عصور است وہمہ شرائع حق اند و در زمان خود معمول است پس نزاع در حقیقت آنہا نباید کرد ۱۲۔

میں بنے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غضبناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بکمال قدرت بچا کر صحیح سالم کنارے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جو ایسا قادر اور ایسا مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے **۸۰ف** وھو الذی احیاکم الخ دلائل مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قادر علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔ جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطفہ سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانسان لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکر گذار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بناتا اور آخرت کا انکار کرتا ہے (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظھر من الاٰیات الدالۃ علی قدرتہ ووحدانیتہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) **۸۱ف** لکل امۃ جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ہے منسکاً قربانی کرنے کی جگہ قال قتادۃ ومجاھد موضع قربان یذبحون فیہ (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۶) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقلی پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعلی جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہر پیغمبر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الی ربک) الی توحیدہ وعبادتہ حسبما بین فی منسکھم وشریعتھم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۵، روح ج ۷ ص ۱۹۷) ای الی توحیدہ و دینہ والایمان بہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۴) **۸۲ف** وان جادلوک الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری سزا ملے گی اللہ یحکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخویف و تحذیر ہے۔ وھذا وعید وانذار ولکن برفق ولین (بحر ج ۶ ص ۳۶۹) **۸۳ف** الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں **۸۴ف** ویعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے ف اور پوجتے ہیں ۸۴ف

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ

اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی نہیں

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار اور جب سنائے ان کو ۸۵ف ہماری آیتیں صاف

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی

الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ

بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾

ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے ۸۶ف سو اس پر کان

لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

رکھو جن کو تم پوجتے ہو

موضح قرآن ف یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

سلطانا سے دلیل وحی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطانا ای حجۃ وبرھانا سماویا من جھۃ الوحی والسمع وما لیس لھم بہ علم ای دلیل عقلی ضروری اوغیرہ (بحر) ۸۵ و اذا تتلی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے قل افا نبئکم تخویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیظ و غضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ھو النار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے ۸٦ یایھا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذر و نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اسطرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہوگئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کئے گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضاجوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب والمطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوئے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالی والمطلوب الآلھۃ (روح ج ۱۷ ص ۲۰۲)

دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں
لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا
اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی
لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور
الْمَطْلُوْبُ ۝٧٣ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ
جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے ۸۷ جیسی اس کی قدر ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝٧٤ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ
بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف اللہ چھانٹ لیتا ہے
الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
۸۸ فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝٧٥ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
سنتا دیکھتا ہے ف جانتا ہے ۸۹ جو کچھ ان کے آگے ہے
وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٧٦
اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ف۳
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ
ف۹ اے ایمان والو رکوع کرو اور
اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ
سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور
افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٧٧
بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو

السجدۃ عند الشافعی ۷

ر۱ یہ ایک شبہ کا جواب ہے ۱۲ ر۲ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اسلئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالی حیث یستغیثون بھم فی الشدۃ غافلین عن اللہ تعالی وینذرون لھم النذور والعقلاء منھم یقولون انھم وسائلنا الی اللہ تعالی۔۔ ولا یخفی انھم فی دعواھم اشبہ الناس بعبدۃ الاصنام القائلین انما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی۔۔ ومنھم من یثبت التصرف لھم جمیعا فی قبورھم۔۔ والعلماء منھم یحصرون التصرف فی القبور فی اربعۃ او خمسۃ واذا طولبوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قاتلھم اللہ تعالی ما اجھلھم واکثر افتراءھم ومنھم من یزعم انھم یخرجون من القبور ویتشکلون باشکال مختلفۃ۔۔ وکل ذالک باطل لا اصل لہ فی الکتاب والسنۃ وکلام سلف الامۃ وقد افسد ھؤلاء علی الناس دینھم الخ (روح ج ۱۷ ص ۲۱۳)

موضح قرآن ف چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے اُنکے بُت مکھی جاتی ہے بُت کو نہ وہ مورت اڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان ف۲ یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی [illegible]

۸۸ ماقدروا اللہ الخ اُن ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حیّ وقیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک مکھی سے بھی عاجز ہیں ماقدروا اللہ حق قدرہ) حیث اشرکوا بہ شیئاً لایقادم اضعف مخلوقاتہ (جامع البیان صد ۲۹۷) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدر ناشناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت وقدرت کا مالک ہے اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں اسکی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ۸۸ اللہ یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کارسازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانۂ عالم میں متصرف و مختار اور کارساز نہیں ہیں کیونکہ کارسازی کے لئے غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شیٔ (ہر بات کو سننے والا) اور بصیر بکل شیٔ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کارساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے۔ معبود من دون اللہ کی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کارسازی سے عاری ہیں ۸۹ یعلم مابین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہٰذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذریں نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۹۰ یا یھا الذین امنوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالےٰ ہی کو متصرف و کارساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی دو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالےٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوہ ولا تعبدوا غیرہ (کبیر ج ۶ صد ۲۶۳) وافعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۹۱ وجاھدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جائے

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ

اور محنت کرو ۹۱ اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیئے اسکے واسطے محنت اس نے

اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ۹۲

اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۥ

ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

پہلے سے ف۱ اور اس قرآن میں تاکہ ۹۳ رسول ہو

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے

عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

لوگوں پر سو قائم رکھو نماز ۹۴

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا

اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو

بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ

۹۵ سو خوب مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِيْرُ ؀

خوب مددگار ف۱

ع ١٠

موضح قرآن ف۱ اُسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تا رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تمکو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تمکو اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سبکو صحیح راہ بتاتے ہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

ھو اجتبٰکم الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حرج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطھارۃ والصلوٰۃ والصوم والحج بالتیمم وبالایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الزاد والراحلۃ (مدارک ج ۳ ص۸۶) **۹۲** ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقلی ہے ملۃ کا ناصب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۱) اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا سمّٰکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (خازن ص۳۰)

۹۳ لیکون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے۔ میرا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آنیوالی نسلوں کو حق سنا دیا شہید بمعنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شہیدا علیکم) ای یوم القیٰمۃ ان قد بلغکم وتکونوا شھداء علی الناس) ای تشھدون یوم القیامۃ علی الامم ان رسلھم قد بلغتھم (خازن ج ۵ ص۳۰) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۲۷ حاشیہ ۲۷۳

۹۴ فاقیموا الصلوٰۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ وانما خصکم بھذہ الکرامۃ والاثرۃ (فاقیموا الصلوٰۃ) ..... وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مدارک ج ۳ ص۸۶) واذ قد خصوا بھذہ الکرامۃ والاثرۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرۃ والولایۃ الا منہ فھو خیر مولی وناصر (بحر ج ۶ ص۳۹۲) **۹۵** ھو مولٰکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک و متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سورۂ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ یایھا الناس ان کنتم فی ریب ـــــ تا ـــــ وانہ علی کل شیئ قدیر (ع ۱) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرف

۲۔ یدعوا من دون اللہ ـــــ تا ـــــ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر (ع ۲) نفی شرک فی التصرف

۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ـــــ تا ـــــ ان اللہ یفعل ما یشاء (ع ۵) نفی شرک فی التصرف

۴ و اذ بوأنا لابراھیم ـــــ تا ـــــ فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا (ع ۵) نفی شرک فعلی

۵ ذالک بان اللہ ھو الحق ـــــ تا ـــــ و ان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف،

۶ الم تر ان اللہ انزل ـــــ تا ـــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف

۷ الم تر ان اللہ سخر لکم ـــــ تا ـــــ ان الانسان لکفور (ع ۹) نفی شرک فی التصرف

۸ الم تعلم ان اللہ یعلم ـــــ تا ـــــ ان ذالک علی اللہ یسیر (ع ۹) نفی شرک فی التصرف بالذات ونفی شرک فعلی بالتبع

۹ ان الذین تدعون من دون اللہ ـــــ تا ـــــ ان اللہ لقوی عزیز (ع ۱۰) تمثیل برائے نفی تصرف واختیار از معبودان باطلہ

۱۰ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقلی و نقلی اور وحی کی دلیل نہیں ہے

۱۱ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

۱۲ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔

۱۳ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔

۱۴ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔

۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۴½ بجے بعد نماز عصر سورۂ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا ـــــ سجاد بخاری)